دار الافتاء ۲۷/۱۶۶۵

(۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ ۱۴/۱۰/۱۴۳۵ھ

سوال:

"مکرمی و محترمی حضرت مفتی صاحب زید مجدہم"

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بندی نے درج ذیل مسئلہ جامعۃ الرشید سے دریافت کیا تھا اب اس مسئلہ میں آپ حضرات کی رائے مطلوب ہے

فاطمہ پر رجب کی ۱۱ تاریخ کو زکوۃ کی ادائیگی واجب ہوتی ہے وہ اسی تاریخ کو اپنی تمام مالیت جوکہ سونے، چاندی اور کچھ نقدی پر مشتمل ہوتی ہے تخمینہ لگا کر زکوۃ کی رقم کا اندازہ کر لیتی ہے۔ اس کے بعد ہر ماہ وصول ہونے والی تنخواہ میں سے کچھ رقم زکوۃ کی مد میں ادا کرتی رہتی ہے اس طرح سال بھر میں ادائیگی زکوۃ ممکن ہو پاتی ہے۔

آج کل سونے، چاندی کی قیمتوں میں ہر دکسر ے حن اضافہ ہو رہا ہے۔ اب مسؤلہ کے لئے صرف سال گزرنے پر ایک بار تمام مالیت کا حساب کر کے حاصل شدہ قیمت کی ادائیگی کافی ہوگی یا ہر مرتبہ ادائیگی زکوۃ کے وقت قیمت کا حساب لگانا ہوگا۔ بصورت دیگر حرج شدید لازم ہے براۓ مہربانی مسؤلہ کی مشکل حل فرما کر ممنون فرمائیں۔

نوٹ:

جامعۃ الرشید کا استفتاء سوالیہ پرچہ کے ساتھ منسلک ہے

سائلات

مدرسہ بنات حفصہ رضی اللہ عنہا

(جواب منسلک ہے)

زکوۃ میں یوم الوجوب کی قیمت کااعتبار ہوگا

فتویٰ نمبر ۳۲ ج ۱۷
۵۴۲۵/۱۲/۵

کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

فاطمہ پر رجب کی ۱۷ تاریخ کو زکوۃ کی ادائیگی واجب ہوتی ہے، وہ اسی تاریخ کو اپنی تمام مالیت جوکہ سونے، چاندی اور کچھ نقدی پر مشتمل ہوتی ہے تخمینہ لگاکر زکوۃ کی رقم کااندازہ کرلیتی ہے، اس کے بعد ہر ماہ وصول ہونے والی تنخواہ میں سے کچھ رقم کی مد میں اداکرتی رہتی ہے، اس طرح سال بھر میں ادائیگی زکوۃ ممکن ہوپاتی ہے، آج کل سونے، چاندی کی قیمتوں میں ہر دوسرے دن اضافہ ہورہاہے، اب آیاسائلہ کے لئے صرف سال گزرنے پر ایک بار تمام اموالِ زکوۃ کاحساب کرکے حاصل شدہ قیمت کے اعتبار سے زکوۃ کی ادائیگی کافی ہوگی یاہر مرتبہ ادائیگی زکوۃ کے وقت قیمت کاحساب لگاناہوگا؟ دوسری صورت میں حرجِ شدید لازم ہے۔ برائے مہربانی اس مشکل کوحل فرماکر ممنون فرمائیں۔

المستفتیات

مدرسہ بناتِ حفصہ رضی اللہ عنہا

الجواب باسم ملهم الصواب

مسئولہ صورت میں ۱۷ رجب ہی کو تمام اموالِ زکوۃ کی قیمت ایک مرتبہ لگاناکافی ہے، ہر مرتبہ ادائیگی کے وقت قیمت لگاناضروری نہیں۔

ردمحتار میں ہے:

و تعتبر القيمة يوم الوجوب، و قالا: يوم الأداء. وفي السوائم يوم الأداء إجماعاً، وهو الأصح، و يقوم في البلد الذي المال فيه. وفي الشامي: قوله وهو الأصح: أي كون المعتبر في السوائم يوم الأداء إجماعاً هو الأصح فإنه ذكر في البدائع: أنه قيل: إن المعتبر عنده فيها (السوائم) يوم الوجوب و قيل يوم الأداء، و في المحيط: يعتبر يوم الأداء بالإجماع و هو الأصح. (شامی ۲/۲۸٦، باب: زکاۃ الغنم، سعید)

فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے:

وفي الولوالجية: يقوم يوم حال عليها الحول بالغة مابلغت بعد أن كانت قيمتها في أول الحول مائتين ويزكي من مائتي درهم خمسة دراهم. (الفتاوی التاتارخانیۃ: ۲/۲۳۸، زکاۃ عروض التجارۃ، ادارۃ القرآن).

دوسری جگہ مذکور ہے:

رجل له مائتا قفيز حنطة للتجارة حال عليها الحول وقيمتها مائتا درهم حتى وجبت عليها الزكاة، فإن أدى من عينها أدى ربع عشر عينها خمسة أقفزة حنطة وإن أدى من قيمتها ربع عشر القيمة أدى خمسة دراهم، فإن لم يؤد حتى تغير سعر الحنطة إلى زيادة وصارت تساوي أربعمائة فإن أدى من عين الحنطة أدى ربع العشر خمسة أقفزة بالاتفاق، وإن أدى من القيمة أدى خمسة دراهم قيمتها يوم حولان الحول الذي يوم الوجوب عند أبي حنيفة وعندهما يؤدي عشرة دراهم قيمتها يوم الأداء. (الفتاوی التاتارخانیۃ: ۲/۲٤۱، زکاۃ عروض التجارۃ، ادارۃ القرآن).

نیز مذکور ہے:

ولو كانت له جارية للتجارة قيمتها مائتادرهم فزادت في عينها بعد الحول حتى صارت أربعمائة لايجب في الزيادة شيء .....ولو زاد سعرها بعد الحول فصار أربعمائة فعند أبي حنيفة تعتبر قيمتها يوم تمام الحول لايجب إلا خمسة دراهم. (الفتاوی التاتارخانیۃ: ۲/۲٤۲، زکاۃ

فتاوی ہندیہ میں ہے:

وإن أدى القيمة تعتبر قيمتها يوم الوجوب لأن الواجب أحدهما ولهذا يجبر المصدق على قبوله. (الفتاوى الهندية: ١/ ١٨٠، الفصل الثاني في العروض).

احسن الفتاوی میں ہے:

سوال: سونے کی زکوٰۃ میں کس وقت کی قیمت معتبر ہوگی؟ آیا وقتِ وجوب کی قیمت معتبر ہے یا وقتِ ادا کی؟

الجواب: سونے چاندی کی زکوٰۃ اور عشر میں وقتِ وجوب کی قیمت معتبر ہے، البتہ زکوٰۃ سوائم میں وقتِ ادا کی قیمت کا اعتبار ہے۔ (احسن الفتاوی: ۴/ ۲۶۸).

فتاوی فریدیہ میں ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ سونا جو سو روپے فی تولہ خریدا گیا ہو اور اب آٹھ سو روپے فی تولہ ہے تو زکوٰۃ کس شرح پر ادا کی جائے گی؟

الجواب: حولانِ حول کے وقت جو نرخ ہو وہ معتبر ہوگا۔ (فتاوی فریدیہ: ۳/ ۳۱۴، باب الزکوٰۃ فی الاموال).

واللہ اعلم بالصواب

سید حکیم شاہ عفی عنہ

دار الافتاء جامعۃ الرشید

۱۷-۸-۱۴۳۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدًا و مصلّیاً

واضح رہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی میں حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یوم الوجوب کا اعتبار ہے، یعنی جس دن سال پورا ہو، اس دن کی بازاری قیمت کا اعتبار ہے اور حضراتِ صاحبین رحمہا اللہ تعالیٰ کے نزدیک یوم الاداء کا اعتبار ہے، یعنی جس دن زکوٰۃ ادا کی جائے، اس دن کی بازاری قیمت کا اعتبار ہے اور مشائخ حنفیہ نے تصریح فرمائی ہے کہ اس مسئلہ میں حضراتِ صاحبین رحمہا اللہ تعالیٰ کا قول مفتیٰ بہ ہے، لہٰذا صورتِ مسئولہ میں اگر فاطمہ نے "۷ رجب" کو تمام اموال کی زکوٰۃ کا حساب لگا کر زکوٰۃ کی رقم الگ کرلی ہو اور اسی دن زکوٰۃ کی وہ رقم فقراء میں تقسیم نہ کی ہو یا صرف زکوٰۃ کا حساب لگایا ہو، مگر زکوٰۃ کی رقم، جملہ مال سے الگ نہ کی ہو تو ان دونوں صورتوں میں صرف ایک مرتبہ حساب لگانا کافی نہ ہوگا، بلکہ ہر مرتبہ زکوٰۃ کی رقم میں سے کچھ رقم دیتے وقت اسی دن کی بازاری قیمت کا اعتبار ہوگا۔

لیکن اگر واقعۃً کسی کو حضراتِ صاحبین رحمہا اللہ تعالیٰ کے اس قول پر عمل کرنے میں حرج ہوتا ہو تو ایسی صورت میں امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے یوم الوجوب والے قول پر بھی عمل کرلینے کی گنجائش ہے، یعنی سال پورا ہونے پر صرف ایک مرتبہ حساب لگالیا جائے اور ہر مرتبہ ادائیگی کے وقت دوبارہ حساب نہ لگایا جائے۔

بدائع الصنائع، دارالکتب العلمیة – (۲ / ۲۱)

وأما صفة الواجب في أموال التجارة فالواجب فيها ربع عشر العين وهو النصاب في قول أصحابنا، وقال بعض مشايخنا: هذا قول أبي يوسف ومحمد وأما على قول أبي حنيفة فالواجب فيها أحد شيئين.

أما العين أو القيمة فالمالك بالخيار عند حولان الحول إن شاء أخرج ربع عشر العين وإن شاء أخرج ربع عشر القيمة، وبنوا على بعض مسائل الجامع فيمن كانت له مائتا قفيز حنطة للتجارة قيمتها مائتا درهم فحال عليها الحول فلم يؤد زكاتها حتى تغير سعرها إلى النقصان حتى صارت قيمتها مائة درهم أو إلى الزيادة حتى صارت قيمتها أربعمائة درهم، إن على قول أبي حنيفة: إن أدى من عينها يؤدي خمسة أقفزة في الزيادة والنقصان جميعا؛ لأنه تبين أنه الواجب من الأصل فإن أدى القيمة يؤدي خمسة دراهم في الزيادة والنقصان جميعا؛ لأنه تبين أنها هي الواجبة يوم الحول.

(جاری ہے۔۔۔)

وعند أبي يوسف ومحمد إن أدى من عينها يؤدي خمسة أقفزة في الزيادة والنقصان جميعا، كما قال أبو حنيفة: وإن أدى من القيمة يؤدي في النقصان درهمين ونصفا وفي الزيادة عشرة دراهم؛ لأن الواجب الأصلي عندهما هو ربع عشر العين وإنما له ولاية النقل إلى القيمة يوم الأداء فيعتبر قيمتها يوم الأداء، والصحيح أن هذا مذهب جميع أصحابنا؛ لأن المذهب عندهم أنه إذا هلك النصاب بعد الحول تسقط الزكاة سواء كان من السوائم أو من أموال التجارة.

درر الحكام شرح غرر الأحكام-محمد بن فراموز - (٢ / ٣٥٥)

والخلاف في زكاة المال فتعتبر القيمة وقت الأداء في زكاة المال على قولهما وهو الأظهر وقال أبو حنيفة يوم الوجوب كما في البرهان وقال الكمال والخلاف مبني على أن الواجب عندهما جزء من العين وله ولاية منعها إلى القيمة فيعتبر يوم المنع كما في منع رد الوديعة وعنده ، الواجب أحدهما ابتداء ولذا يجبر المصدق على قبولها اهـ ....والله سبحانه وتعالى أعلم بالصواب